مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

خصوصی مضمون

مرزا صاحب کی عشرت پرستیاں

صفحہ نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیں

جلد ۲

۶ تا ۱۲ جنوری ۱۹۸۴ء یکم ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

شمارہ ۳۰

خصائل نبویؐ
برشمائل ترمذی

ان کلمات کا ذکر جو

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد فرمایا کرتے تھے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے ایک عورت کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تھا تو اس پر بددعا فرمائی اور وہ عورت طاعون سے مری ۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے اس لیے تم بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ ۔ بعض علماء کے نزدیک ان روایات کی بناء پر دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے ۔ جمہور کے نزدیک گو یہ سنت ہے لیکن ان روایات کی وجہ سے اہتمام ضروری ہے ۔ آجکل لوگ اس سے غافل ہیں بالخصوص پانی پینے میں بائیں ہاتھ سے پانی پینے کی عام وبا پھیل گئی ہے ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور دائیں ہاتھ سے پیو ۔ اس لیے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے ۔ اسی طرح تیسرا مضمون یعنی اپنی جانب سے کھانا بھی بعض علماء کے نزدیک ان روایات کی وجہ سے واجب ہے ، لیکن جمہور کے نزدیک سنت ہے ۔

۴۔ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو احمد الزبیری حدثنا سفیان الثوری عن ابی ہاشم عن اسمٰعیل بن رباح عن رباح بن عبیدۃ عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من طعامہ قال الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین ۔

ترجمہ :۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ۔ الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین ۔ تمام تعریف اس ذات پاک کے لیے جس نے ہمیں کھانا کھلایا، پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا ۔

فائدہ :۔ کھانے پر حمد تو ظاہر ہے کہ کھانے سے فراغت ہوئی اور آیت لئن شکرتم لازیدنکم (اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں عطا میں زیادتی کروں گا) کی بنا پر شکر کا موقعہ ہے ہی ۔ مسلمان ہونے کو اس کے ساتھ اس لیے منضم فرمایا کہ انعامات ظاہریہ کے ساتھ انعامات باطنیہ بھی شامل رہیں یا اس لیے کہ درحقیقت کھانے پینے پر شکر اور حق تعالیٰ شانہٗ کی حمد اسلام ہی کا ثمرہ ہے اس لیے اس کو بھی شامل کیا ۔

۶۔ حدثنا محمد بن بشار حدثنا یحییٰ بن سعید حدثنا ثور بن یزید حدثنا خالد ابن معدان عن ابی امامۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفعت المائدۃ من بین

باقی ص ۲۳ پر

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

فی پرچہ ۱- ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، ابوظہبی، شارجہ، دوبئی، اردن، عمر	
شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۶۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

فون نمبر

۲۱۷۰۱

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر- عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع- نعیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت - ۲۰/۸ سائرہ ویٹیشن ایم اے جناح روڈ کراچی

فہرست

۱. خصائل نبوی
حضرت شیخ الحدیث ۲

۲. ابتدائیہ
جناب عبدالرحمٰن باوا ۵

۳. جواب الجواب
مولانا تاج محمد صاحب ۶

۴. ربوہ کانفرنس
منظور احمد الحسینی ۸

۵. مرزا کی عشرت پرستیاں
مولانا رفیق دلاوری ۱۰

۶. محبت رسول
مولانا محمد اقبال رنگونی ۱۳

۷. قومی اخبارات کا مطالعہ ۱۶

۸. اعلاء السنن کی اشاعت
مولانا تقی عثمانی ۱۸

شعبہ کتابت :- حافظ عبدالشکور واحد کا
غلام یٰسین تبسم

مجلۃ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

بس ذرا گلا خراب ہے
گلے کی خرابی اور خراش کو معمولی بات سمجھ کر نظر انداز نہ کیجیے
یہ بجائے خود ایک مرض ہے اور نزلہ، زکام اور کھانسی جیسی پریشان کن
اور تکلیف دہ بیماریوں کا پیش خیمہ بھی۔
گلے میں خراش محسوس ہو تو فوری توجہ دیجیے۔ مناسب احتیاط
برتئے اور سعالین لیجیے۔ جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ سعالین نزلہ، زکام
اور کھانسی کا مفید علاج بھی ہے اور ان سے بچاؤ کی تدبیر بھی۔
سعالین
SUALIN
نزلہ، زکام اور کھانسی کی مفید دوا
ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں
نوزو
عفوو درگزر
بہترین انتقام ہے
ADARTS · SUA · 3/82

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

دیندار انجمن ——— ایک خطرناک گروہ

پچھلے دنوں تھیوسوفیکل ہال کراچی میں "دیندار انجمن نے ایک سیرت النبی کے جلسے کا اہتمام کیا۔ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو مدعو کیا گیا۔ نعت خواں بھی بلائے گئے۔ حتیٰ کہ اشتہارات میں سندھ کے ایک وزیر کا نام بھی بطور مہمان خصوصی کے لکھا گیا۔ کراچی کے بڑے اخبارات میں اشتہار بھی شائع کرائے گئے اہم چوراہوں پر بینر بھی نظر آئے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ایک بار پھر "دیندار انجمن" والے سرگرم عمل ہو گئے ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے بروقت اس جلسے کا نوٹس لیتے ہوئے ان تمام حضرات "تک جو اس جلسے میں مدعو تھے "دیندار انجمن" کی حقیقت واضح کرنے کی کوشش کی اور ان کو بتایا گیا کہ "دیندار انجمن" درحقیقت قادیانیت کی ایک شاخ ہے ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بھی قادیانیوں کی طرح کافر و مرتد ہیں۔

"دیندار انجمن" کے افراد اسلام کا لبادہ اوڑھ کر پیر فقیر کا روپ دھار کر اپنا دجل وفریب پھیلا رہے ہیں اگرچہ اس گروہ کی تعداد چند افراد تک محدود ہے لیکن سادہ لوح مسلمان ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اس گروہ سے وابستہ افراد عام طور پر مسلمانوں میں اتحاد، جوش جہاد، سکول و کالجوں کی اصلاح وغیرہ کے متعلق تبلیغ کرتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم مبلغین اسلام ہیں۔ دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ بھولے بھالے نوجوان جن کو دین کا صحیح علم نہیں ہے دھوکہ میں آجاتے ہیں۔

بانی "دیندار انجمن" صدیق دیندار چن بسویشور کے دعاوی [illegible] کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو مرزا غلام احمد قادیانی سے کم نہیں۔ بلکہ اس نے جو سیکھا ہے اس کا مرکز و منبع قادیان ہے۔

اس سلسلے میں حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس خطرناک گروہ کی سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے اور انہیں کھلے عام اجتماعات منعقد کرنے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے۔

عبدالرحمٰن باوا

لاہوری مرزائیوں کے آرگن

قسط نمبر ۳

"پیغام صلح" کے مدیر کو جواب الجواب

حضرت مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیر والی

راقم الحروف نے اپنے مضمون میں تحریر کیا تھا کہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے لیکن مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جو مرزا صاحب کے خصوصی مریدوں میں سے تھے "حقیقت مسیح" ص۴ اور "ولادت مسیح" کے ص۳ پر لکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کا باپ تھا۔ جس کے نطفہ سے حضرت مسیحؑ پیدا ہوئے۔

اب سوال یہ ہے کہ دونوں مریدین اپنے پیرو مرشد کے عقیدہ کے خلاف بھی تحریر کرتے ہیں اور دوسری طرف مرزا صاحب کو ہر معاملہ میں حکم و عدل بھی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ کیوں؟ مدیر "پیغام صلح" اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ "ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب اختلافات عقائد کو قرآن کریم کی روشنی میں ختم کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔"

مرزا صاحب نے ولادت مسیحؑ کے مسئلہ کو قرآن کریم کی روشنی میں ہی نہیں بلکہ انجیل کی روشنی میں بھی حل کیا ہے۔ بوجوہ ذیل۔

۱۔ ۱۶ مئی ۱۹۰۳ء کو ایک شخص نے ولادت مسیح کے بارے میں ایک سوال کیا جس کا جواب مرزا صاحب نے اخبار "بدر" ۱۹ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ پر یہ دیا کہ "قرآن مجید کے پڑھنے سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح بن باپ ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ نے مثال آدم جو فرمایا اس سے بھی ظاہر ہے کہ اس میں ایک عجوبہ قدرت ہے۔ جس کے واسطے آدم کی مثال کا ذکر کرنا پڑا۔"

۲۔ مرزا صاحب اپنی کتاب "مواہب الرحمٰن" صفحہ ۷۰ پر تحریر کرتے ہیں کہ "یہ بات ہمارے عقائد میں داخل ہے کہ عیسیٰؑ اور یحییٰؑ دونوں خرق عادت کے طور پر پیدا ہوئے اور اس ولادت میں کوئی استبعاد عقلی نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں دونوں کے قصوں کو ایک ہی سورت میں جمع کر دیا ہے تاکہ پہلا قصہ دوسرے پر گواہ ہو۔" پھر اسی جگہ مرزا صاحب یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ "یہ بات ہم قرآن اور انجیل کے مطابق لکھتے ہیں۔ پس تم کامیابی اور صداقت کا راستہ مت ترک کرو۔"

۳۔ اسی طرح اخبار "الحکم" ۲۴ جون ۱۹۰۱ء پر مرزا صاحب کی یہ تحریر موجود ہے کہ "ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ مسیحؑ بے باپ تھے۔"

مولوی محمد علی صاحب بھی "ریویو آف ریلیجنز" کی ایڈیٹری کے زمانہ میں پادری جیٹر پادریہ کو جواب دیتے ہوئے ریویو آف ریلیجنز جلد ۷ نمبر ۱ صفحہ ۱۷ پر تحریر کرتے ہیں کہ "مسیح کی پیدائش ایک ایسے رنگ میں ظاہر ہوئی تھی جس میں باپ کا دخل نہ ہوا۔ اس لئے اس کو کلمہ کہا گیا۔ کیونکہ وہ معمولی طور پر باپ کے نطفہ سے ماں کے شکم میں نہ آیا ہو اور وہ اس

معمولی طریق سے حاملہ نہ ہوئی اس لئے اسے کلمہ کہا گیا۔"
(غلبہ حق صہ ۴۴)

ایک طرف تو مولوی محمد علی صاحب پادری جٹو پادویہ کو یہ جواب دیتے ہیں کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے۔ دوسری جانب یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے باپ یوسف نجار کے نطفہ سے تھے۔ آپ نے انگریزی ترجمہ قرآن اور اُردو تفسیر بیان القرآن میں اس عقیدہ کا اظہار کیا ہے اور یوسف نجار کو ان کا باپ قرار دیا ہے۔ (غلبہ حق صہ ۴۵)

مدیر "پیغام صلح" مندرجہ ذیل مقامات پر بھی غور فرمائیں۔

۱۔ مسند ابو داؤد طیالسی صہ ۴۶ پر عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ہم نے نجاشی کے رو برو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت اپنا خیال یوں ظاہر کیا کہ نقول کما قال اللہ عزوجلّ وروح اللہ وکلمۃ القاھا الی العذراء البتول التی لم یمسّھا بشر ولم یفرضھا ولد۔ مریم کنواری تھی۔ مرد سے الگ ہی رہی۔ کسی سے بھی مس نہیں ہوا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مریم ہمیشہ کنواری رہی اور مس بشر سے دوچار نہیں ہوئی۔

۲۔ قرآن کریم میں ہے اِلَّتِیٓ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَھَا (سورہ مریم) مریم نے اپنا فرج محفوظ رکھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مریم نے شادی نہیں کی۔

۳۔ عبرانیوں باب ۷ میں ملک صدق کی بابت جو بیان ہے کہ " یہ بے باپ ہے۔ بے نسب نامہ ہے جس کے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر۔ مگر خدا کے بیٹے سے مشابہ ٹھہر کے ہمیشہ کاہن رہتا ہے۔" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلسلہ توالد و تناسل کے بعد بھی بے پدر و مادر پیدائش جاری ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے الگ بھگ ہے کہ اللہ پاک نے اسے آدم علیہ السلام سے تمثیل دی ہے۔

۴۔ مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۶۰ اور در منثور جلد ۲ صہ ۲۰۵ میں بحوالہ دلائل بیہقی سلمان فارسی کا بیان ہے کہ وذکر مولد عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام وانہ ولد بغیر ذکر الرّایۃ بطولیھا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت میں باپ کا کوئی تعلق نہیں۔

۵۔ سید رشید رضا صاحب مصری نے اپنی تفسیر المنار میں ایسے لوگوں کو کفر تک پہنچایا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کی بے پدر ولادت سے منکر ہوں۔

۶۔ حافظ ابن کثیر نے سورہ مریم کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو چار طرح سے پیدا فرمایا ہے۔

(۱) زوجین سے جیسے کہ ہو رہا ہے۔

(۲) دونوں کے بغیر

(۳) صرف نر سے جیسے کہ حوا کو آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا ہے۔

(۴) صرف مادہ سے جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے پیدا فرمایا۔

۷۔ در منثور میں بحوالہ طبرانی ابن مردویہ بریدہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ ثَیِّبَاتٍ وَّ اَبۡکَارًا (تحریم) میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں ثیّب کے عوض شیّب آسیہ فرعون کی بیوی ہے اور بکر کے عوض بکر مریمؓ سے شادی کرا دے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مریم ساری عمر باکرہ ہی رہی ہے۔ شادی نہیں کی۔ جنت میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہوگی۔

۸۔ سورہ آل عمران میں ہے کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریمؓ کو "مسیح کلمۃ اللہ" کی پیدائش کی بشارت دی تو انہوں نے اس پر نہایت تعجب و حیرت کا اظہار کیا۔ "کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار کس طرح ہو گا میرے بچہ حالانکہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا۔" بارگاہ الٰہی سے ارشاد ہوا "فرمایا کہ ویسے ہی اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے۔ جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اس کو کر دیتے ہیں کہ "ہو جا" پس وہ چیز ہو جاتی ہے۔" اس بیان سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ اگرچہ توالد و تناسل کے سلسلے میں عام سنت و عادت مذکر و مونث کا باہمی ملاپ ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ کی ولادت طریق عادی سے ہٹ کر محض کرشمۂ قدرت سے ہوئی

۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بطور خرق عادت کے ہوئی اور حکمت اس میں یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اُس ولادت کو

باقی صہ ۲۳ پر

مجلہ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ۔۔۔ ختم نبوت

ضبط و ترتیب:
منظور احمد الحسینی

کفر و ارتداد کے سدِ باب کا مؤثر ذریعہ

اتحادِ امت

رلوہ میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں علماء کی تقاریر

بریلوی مکتبۂ فکر کے ممتاز رہنما مولانا مفتی مختار احمد صاحب گجراتی کا خطاب

صاحب صدر امیر مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت علامہ مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ مکرم و معزز میزبان گرامی و مہمان ذی وقار و حاضرین گرامی! مجھے امیر مجلس کی طرف سے پیغام ملا اور مفکر ملت جناب علامہ مولانا تاج محمود صاحب نے حکم فرمایا میرے دوست ملک منظور الٰہی صاحب پیغام لے کر آئے کہ ہمیں ختم نبوت کانفرنس ربوہ میں شرکت کے لیے جانا ہے میں نے کہا یہ تو آپ ربوہ کہہ رہے ہیں اگر کائنات کے آخری کنارے پر بھی پرچم ختم نبوت کو اٹھاتے ہوئے جانا پڑے تو سر کے بل حاضر ہوں۔

حاضرین کرام مولانا عبد القادر آزاد حضرت علامہ زاہد الراشدی صاحب و دیگر علماء کرام نے جو دعوت اتحاد پیش کی ہے۔ ہم تو یہ دعوت اتحاد آج سے کئی برس پہلے دے چکے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ آنے والا وقت بتائے گا کہ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے کے لیے جب یہ قافلہ نکلے گا تو مختار احمد ان کی جوتیاں اپنے ہاتھ سے سیدھی کرے گا میں تو یہ کہتا ہوں کہ عام مسلمانوں سے مرزائیت کے سلسلے میں بیعت جہاد لی جائے۔ ہم سب ختم نبوت کے پرچم کے نیچے جمع ہوکر اس لیے نکلے ہیں کہ قیامت کے میدان میں بارگاہ خداوندی اور بارگاہ ختم المرسلین کے سامنے سرخرو ہو سکیں، ہم دعوت اتحاد قبول کر چکے ہیں اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ ختم نبوت کی عظمت کے مقابلے میں کوئی مسئلہ ہمارے درمیان رکاوٹ نہیں بن سکے گا۔

مولانا نے زور دے کر کہا کہ اسلم قریشی میرے شہر سے متعلق ہیں اس سلسلے میں یوم دعا منایا گیا تھا جس میں آپ میں سے اکثر احباب وہاں موجود تھے الحمدللہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ وہاں بھی دیکھنے میں آیا تھا اور آئندہ بھی انشاء اللہ نظر آتا رہے گا میں اپنی جماعت کے ادنیٰ خادم اور ایک ذمہ دار گھرانے کے ایک فرد کی حیثیت سے ایک ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے میدان میں نکلا ہوں انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ مختار احمد کی آواز اکیلی میری آواز نہیں ہے بلکہ میری پوری جماعت کی آواز ہے ہم اس پاکستان میں بلکہ دنیا بھر میں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی سفید و شفاف چادر پہ کسی قسم کا کوئی داغ نہیں لگنے دیں گے انشاء اللہ قربانیاں دی جائیں گی نذرانے پیش کئے جائیں گے اسلم قریشی کی روح کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا انشاء اللہ وقت آئے گا یا تو ہم تمام مٹ جائیں گے اگر زندہ رہے تو اسی صورت میں کہ پرچم ختم نبوت بلند ہو۔ ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ آئندہ کسی باطل کو جینے کا موقع نہیں دیں گے باقی رہا مرزا کا مسئلہ کوئی چیز پاک نہیں ہوتی جبکہ

مطہرہ ہو اگر ہم مطہر پنجابی والا لیں تو اس کا معنی آپ جانتے ہیں۔ اب ہم اس کے لیے مطہر بن کے آئیں گے۔

اگر آپ مضبوط ہو جائیں ارادہ کرلیں تو یاد رکھیں آپ کی آواز میں اتنی طاقت ہے کہ دشمن برداشت نہیں کر سکے گا صرف اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے جب کبھی متحد ہوئے نتیجہ سامنے آیا اب بھی اگر لئے متحد ہوں گے اور آخری ضرب لگانے کا وقت آچکا ہے مرزا طاہر موجود ہے انشاء اللہ مطہر بھی موجود ہے آپ سب اس کے لیے مطہر ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو باتیں ہم یہاں کرتے ہیں جو وعدے ہم نے یہاں اسٹیج پر کئے ہیں اسٹیج سے جانے کے بعد ہم بھول نہ جائیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے وعدے بھلا دیئے جاتے ہیں پھر وہی نور بشر، وہی علم غیب اور حاضر و ناظر ہونے نہ ہونے کے جھگڑے ہوتے ہیں پھر انہی جھگڑوں کی بنا پر دلیر اور شیر کہا جاتا ہے پھر اسی پر واہ واہ کے ڈونگرے برسائے جاتے ہیں وہی فتوے بازیاں ہوتی ہیں جو وعدہ ہم یہاں کرکے جائیں۔ دعا کیجئے کہ ان وعدہ کرنے والوں کو مع تیرے اپنے وعدوں کو اللہ تعالیٰ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان چھوٹے چھوٹے مسائل میں ہمیں الجھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ حضورؐ نور ہیں دوسرا کہتا ہے بشر ہیں۔ میں کہتا ہوں جو حضورؐ کو بشر نہ مانے اس نے بھی نبی کو نہ پہچانا اور جو نبی کی نورانیت کو تسلیم نہ کرے اس نے بھی نبی کو نہ پہچانا۔ مسئلہ آگے جاکر ایک ہو جائے گا آپ یوں کہہ لیا کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "نوری بشر" ہیں۔ باقی دنیا کا کوئی انسان کتنا ہی بڑا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار نہیں کر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کوئی جاہل ہوگا جو یہ کہے کہ نبی بشر نہیں ہیں یا نبی کو بشریت سے فارغ کر دیا جائے میں پوچھتا ہوں اگر نبی بشر نہیں ہیں تو کیا ہیں؟ (نعرہ ہائے تکبیر) اسی طرح نبی کے علم کے مسئلہ کا فیصلہ ہے کہ نبی کو علم ہے (مگر) اتنا علم ہے جتنا خدا نے دیا ہے۔ نبی کو اختیار ہے کتنا اختیار ہے؟ جتنا خدا نے دیا ہے۔ اور نبی اتنے کمال والے ہیں جتنا خدا نے دیا ہے اس طرح سے اختلاف ختم ہو جاتا ہے لیکن اختلاف ختم کرنے کی نیت چاہیے اگر ہم پختہ ارادہ کرلیں کہ ان فروعی مسائل میں نہیں الجھیں گے نہیں لڑیں گے تو پھر ہمیں کوئی نہیں لڑا سکتا میں تمام جماعتوں کے ساتھ بالعموم اور دیوبندی بزرگوں کے بالخصوص اپنی جماعت کے ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت سے ایک ایک معاہدہ کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم حنفیت پر متفق ہو جاؤ۔ امام اعظم کی فقہ پر متحد ہو جاؤ جب ہم سب حنفی ہیں۔ ہماری آذان۔ ہماری تکبیر، طریق نماز اور اس کی کیفیات اور نماز جنازہ سب ایک ہیں۔ زندگی سے لے کر موت تک کے تمام مسائل ایک ہیں تو ہم بھی ایک جائیں۔ ہم دعوت اتحاد نہ صرف یہ کہ پیش کرتے ہیں بلکہ قبول بھی کرتے ہیں۔ آپ نے زور دے کر کہا کہ قادیانی کان کھول کر سن لیں ان فروعی مسائل نور بشر، حاضر و ناظر وغیرہ مسائل میں اختلاف برداشت کیا جا سکتا ہے۔ گنجائش نکل سکتی ہے۔ امت مسلمہ میں حنفی جماعتیں یا گروہ ہیں وہ آپس میں فروعی مسائل میں اختلاف کر سکتے ہیں لیکن ختم نبوت کے مسئلہ میں پوری کی پوری امت متحد و متفق ہے یہ ایسا مجمع علیہ مسئلہ ہے کہ اس میں چھوٹا یا بڑا کسی قسم کا کوئی اختلاف ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

میں عوام سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ یہاں سے جانے کے بعد اگر کوئی مولوی صاحب اختلافی بات کریں تو اس جماعت کے ذمہ دار اس سے باز پرس کریں۔ کوئی جلسہ کسی قسم کا کسی شہر میں ہو رہا ہو۔ محرم کے جلسے ہوں یا ربیع الاول کے۔ جب تک اتفاقی مسائل بیان ہوتے رہیں۔ آپ عوام متفق رہیں لیکن جب اختلاف کی طرف آئیں مجمع میں سے آپ حضرات ٹوکیں اور کہیں "وعدہ یاد کرو" یہ نہ ہو کہ الٹا آپ حضرات اختلافی مسائل کے بیان کرنے پر واہ واہ کے ڈونگرے برسائیں، خوش ہوں اور داد دیں اختلاف کو ختم کرنا یہ آپ حضرات

باقی ص۱۲ پر

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ——— ختم نبوت

مرزائیوں کے مسیح موعود کی عشرت پرستیاں

پندرہ سالہ لڑکی سے پیر دبانے کی خدمت

از جناب مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری مصنف رئیس قادیان

عودِ شباب

یہ وہ وقت تھا جبکہ "موعود صاحب" پیرانہ سالی میں "اعادہ شباب" کی کوشش میں منہمک تھے اور نفسیاتی خواہشات کو بروئے کار لانے کے لئے بیش بہا یاقوتیاں اور جوارشیں استعمال فرما رہے تھے بہترین قسم کی کستوری کے پارسل لاہور سے جا رہے تھے۔ مہاراجہ جموں دکشمیر کے طبیب خاص حکیم نورالدین ایک سازش کی پاداش میں جس کی تشریح راقم الحروف اپنی کتاب "رئیس قادیان" کی جلد ثانی باب ۴۴ میں کر چکا ہے جموں سے خارج ہو کر مسیح صاحب کے طبیب خاص کی حیثیت سے قادیاں میں فروکش تھے اور موعود صاحب اُن کے مجربات خاص کی برکت سے "بڑھاپے میں جوانی کی بہاریں" دیکھ رہے تھے۔

ان تمام طبی چارہ سازیوں کے علاوہ ٹیچی ٹیچی کی توجہ سے موعود صاحب کا شباب عود کر آیا تھا چنانچہ ٹیچی ٹیچی کی سرکار سے انہیں الہام ہوا تھا۔

ترد علیک انوار الشباب سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ ۲۶۳

اے مرزا تجھے جوانی کی ترنگیں از سر نو عطا کی گئی ہیں۔ مزید برآں ٹیچی ٹیچی نے مسیح صاحب کے منہ میں ایک ایسی اکسیری بوٹی بھی جھاڑ دی تھی جس نے موعود صاحب کے بدن میں یک بیک پچاس مردوں کی طاقت پیدا کر دی تھی (تریاق القلوب مؤلفہ مرزائے قادیاں)

دو لڑکیاں

ان ایام میں موعود صاحب کے مشکوئے معلیٰ میں نا کتخدا مہ جبینوں کا جمگھٹا رہتا تھا۔ جس میں سے دو حسین لڑکیوں کا تذکرہ موعود صاحب کے منجھلے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے نے کتاب "سیرۃ المہدی صفحہ ۲۴۲، ۲۴۳ ج ۱" میں سپرد قلم کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک لڑکی کا چہرہ گول اور دوسری کا لمبوترا تھا۔ چونکہ موخر الذکر لڑکی زیادہ مقبول صورت تھی، موعود صاحب نے وعدہ کرنے کے باوجود اُسے اپنے مرید ظفر احمد کپورتھلوی کی زوجیت میں دینا گوارا نہ کیا اور إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا کی وعید کو خاطر میں نہ لا کر مرید کو باتوں ہی باتوں میں ٹرخا دیا۔ جس طرح مرزا بشیر احمد نے پبلک کو آستانِ متنبیت کی دو لڑکیوں سے متعارف کیا تھا، اسی طرح راقم الحروف بھی وہاں کی ایک لڑکی سے جو موعود صاحب کے پاؤں دبایا کرتی تھی قارئین سے اس کا تعارف کراتا ہے۔

پندرہ سالہ لڑکی

اس لڑکی کا نام عائشہ تھا جو پندرہ سال کی عمر میں "حضرت مسیح موعود" کے ہتھے چڑھی تھی۔ "موعود صاحب" کو اس کی "پیر دبانے کی خدمت" بہت پسند تھی۔ لیکن سنہ ۱۹۰۶ء میں یعنی اپنے مرنے سے پہلے اس کو غلام محمد نام ایک نوجوان کی زوجیت میں دے دیا۔ جب عائشہ سنہ ۱۹۲۸ء میں مری ہے تو اس کے شوہر

غلام محمد کا ایک مراسلہ الفضل مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۲۸ء میں زیر عنوان "محترمہ عائشہ مرحومہ کے حالات زندگی" شائع ہوا تھا۔ اس مراسلت کا ملخص غلام محمد کے الفاظ میں یہ تھا۔

مرزا کی قدر شناسی

غلام محمد نے لکھا تھا کہ میری بیوی عائشہ جو مجھے بہت پیاری تھی۔ خدا تعالیٰ کی مصلحت کے ماتحت جسمانی طور طور پر مجھ سے علیحدہ ہوگئی ہے۔ پندرہ برس کی عمر میں وہ دارالامان قادیان میں مسیح موعود کے پاس آئی ۶ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو مولوی نورالدین نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت صاحب کا ارادہ ہے کہ عائشہ کے ساتھ تمہارا نکاح کیا جائے تمہاری کیا مرضی ہے؟ میں علی گڑھ میں بی اے میں تعلیم پا رہا تھا اور تعطیلات میں قادیان آیا ہوا تھا۔ میں نے عرض کی مجھے حضرت صاحب کا حکم بسروچشم منظور ہے اس کے بعد حضرت مسیح موعود نے مولوی نورالدین اعظم کو لکھ بھیجا کہ دختر شادی خاں کی نسبت جو میں نے کہا تھا ابھی اس کو کوئی وعدہ نہیں دینا چاہیے لیکن اگر قادیان میں اس کا نکاح ہو تو یہ شرط کی جائے گی کہ" غلام محمد اسی جگہ رہے"۔ غرض دوسرے تیسرے روز نکاح ہوگیا۔ حضور مسیح موعود کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے بہت پسند تھی (الفضل ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۲۸ء صفحات ۶-۷)

معلوم ہوتا ہے کہ موعود صاحب نے عائشہ کی شادی ہو جانے کے بعد بھی اس غریب کا پیچھا نہ چھوڑا اور اُسے برابر اپنے بستر پر بٹھا کر پاؤں دبواتے رہے۔ عائشہ کی خدمات سے متمتع رہنے کے لئے غلام محمد سے جو یہ شرط کی گئی کہ وہ قادیان سے باہر نہ جائے گا تو وہ شرط قطعاً باطل تھی۔ اور ظاہر ہے کہ شرعی قیود وحدود کی پابندی ہمیشہ وہ کرتا ہے جو تقوٰی شعار ہو لیکن قادیانی کو تقوٰی و طہارت کی ہوا بھی نہیں لگی تھی۔ اگر قادیانی صاحب بفرض محال پاؤں دبانے والیوں کی عصمت سے نہیں کھیلتے تھے تو پرائی عورتوں سے محض پاؤں دبوانا بھی فسق اور کبیرہ گناہ تھا اور جو شخص فسق و فجور کا مرتکب ہو، اس کو ایک شریف اور نیک آدمی بھی نہیں کہہ سکتے چہ جائیکہ اُسے مومن کامل سمجھا جائے لیکن اگر حیا داری کا مونہہ چڑاتے ہوئے ایسے خانہ برانداز چمن کو مجدد یا (معاذاللہ) نبی کہنے لگیں تو یہ انتہا درجہ کی جہالت و بے دینی ہے۔

حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسوۂ حسنہ

معلوم ہو کہ بغیر کسی انتہائی مجبوری کے مرد کا کسی غیر محرمہ کو یا کسی عورت کا کسی غیر محرم مرد کو چھونا قطعاً حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ امیمہ بنت رقیقہؓ کا بیان ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت العمر کسی عورت کو مس نہیں کیا۔ جب مومنات آپؐ سے بیعت کرتیں تو آپؐ فرما دیتے قد بایعتک (میں نے تم سے بیعت لے لی) یہ بیعت محض کلام تک محدود ہوتی تھی۔ واللہ آپؐ کے ہاتھ نے کسی بیعت کرنے والی کا ہاتھ کبھی نہ چھوا اور آپؐ نے اُن سے بیعت نہیں لی مگر اس قول سے کہ قد بایعتک علی ذالک

(اخرجہ البخاری والترمذی)

دوسری روایت میں حضرت امیمہؓ کے یہ الفاظ مذکور ہیں ہم نے کہا یارسول اللہ! آپؐ ہم عورتوں سے مصافحہ کیوں نہیں کرتے؟ آپؐ نے فرمایا واقعی میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا میرا زبان سے کہہ دینا ہی کافی ہے ایک مرتبہ کا کہہ دینا سو عورتوں سے کہہ دینے کے برابر ہے (رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ)

مرزا محمود کا بیان

مرزائیوں کو پاکبازوں کے سردار اور نبیوں کے سرتاج افضل البشر سیدنا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کا تو کوئی پاس و لحاظ نہیں اس لئے ان کے سامنے انہی کے مسلّم مقتدا مرزا محمود خلیفہ ثانی کا فیصلہ پیش کیا جاتا ہے۔ مرزا محمود احمد نے ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء کے خطبہ جمعہ میں بیان کیا کہ چند دن ہوئے میں ایک دعوت میں گیا۔ جرنیل صاحب جن کے اعزاز میں دعوت دی گئی تھی۔ وہ چونکہ پہلے مجھ سے مل چکے تھے اس لئے خیال نہ تھا کہ وہ اپنی لیڈی کو تعارف کرانے کے لئے ساتھ لائیں گے مگر وہ لے آئے۔ جب انہوں نے انٹروڈیوس (تعارف) کرایا تو لیڈی صاحبہ نے مصافحہ کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ چونکہ میں شرعی طور پر اس بات کا قائل ہوں کہ مردوں کو غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہ کرنا چاہیئے۔ اس لئے میں نے مصافحہ نہ کیا۔ مگر یہ سن کر مجھے تعجب ہوا کہ بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اس لیڈی کی ہتک کی گئی ہے۔ اور

بعض نے کہا یہ محض لوگوں کو دکھانے کے لئے کیا گیا ہے ورنہ (غیر محرم عورتوں سے) مصافحہ کر لیا کرتے ہیں۔

(الفضل ۱۱ جولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۸)

موعود کا فسق

یاد رہے کہ غیر محرم سے مصافحہ کرنا اتنا شر انگیز نہیں جتنا کہ اس سے پیر دبوانا قبیح ہے۔ عورت سے پیر دبوانا ہیجِ شہوت اور قوائے نفسانی کو حدت بر انگیختہ کرنے والا ہے اس لئے یہ کبھی ممکن نہیں کہ غیر محرم سے مٹھی چپی کرانے والا حرام کاری سے بچ سکے جس طرح یہ ممکن نہیں کہ دریا میں قدم رکھنے سے پاؤں تر نہ ہوں، اسی طرح یہ بھی امکان سے خارج ہے کہ غیر محرم سے چپی کرانے والا بوالہوس زنا کا مرتکب نہ ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ قادیانی مدعی مسیحیت نے نجات اُخروی کو اپنی پیروی سے مشروط کر رکھا تھا۔ اور جس کا دعویٰ تھا کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے مسیح نہ مانے۔ وہ انتہا درجہ کا فاسق اور زانی تھا۔

اس خیال کی مزید تائید مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے خطبہ جمعہ سے ہوتی ہے جو الفضل قادیان نے ۲۱ اگست ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں درج کیا تھا۔ مرزا محمود احمد نے بیان کیا کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس (لاہوری مرزائی) نے تسلیم کیا کہ وہ میرا ہی لکھا ہوا ہے اُس میں لکھا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔

مشی فی النوم کا عامل

اور اگر مسیح موعود سے بھی کہیں بڑھ کر خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد کے فسق کا حال دریافت کرنا ہو تو اگر روزنامہ "زمیندار" لاہور کے عملۂ ادارت سے دریافت کیجیے۔ "زمیندار" مرزا محمود احمد کو فلسفہ "مشی فی النوم کے عامل" کے الفاظ سے روشناس کر دیا کرتا ہے۔ مشی فی النوم ایک مرض ہے جس میں مریض حالت نوم میں اٹھ کر چلنے لگتا ہے۔ ایک مرتبہ سالانہ جلسہ کے موقع پر بہت سی مہمان مریدنیاں پاس کے کمرے میں سو رہی تھیں۔ خلیفہ صاحب رات کو بستر سے اُٹھ کر چلے اور شور مچا تو خلیفہ ماں نصرت بیگم صاحبہ نے موقع کی نزاکت دیکھ کر بڑی ہوشیاری سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ "ہائے میں تو سمجھی تھی کہ تجھے نیند میں چلنے کے مرض سے افاقہ ہو چکا ہے لیکن آج معلوم ہوا کہ تو ابھی تک اسی میں مبتلا ہے۔" حالانکہ خلیفہ صاحب کا چلنا کسی اور علت پر مبنی تھا۔ شور مچنے پر اُمّ المرزائیین نے ہنگامہ کو سخن تراشی کی ڈھال پر لے کر معاملہ رفع دفع کر دیا۔

بقیہ ربوہ کانفرنس

کا فریضہ ہے۔ یہ اتحاد بڑا بابرکت ہے بشرطیکہ اس کے لیے مزید جدوجہد کر کے مضبوط بنا لیا جائے۔ اس وقت تمام دوستوں کے سامنے ہاتھ باندھ کر گذارش کریں۔ ان سے لجاجت کے ساتھ عرض کیا جائے کہ یہ وقت "ختم نبوت" کے مسئلہ پر اکٹھا ہونے کا ہے آپس کے فروعی مسائل میں الجھنے کا نہیں اور اگر کسی صاحب کی روٹی اس کے بغیر ہضم نہ ہوتی ہو تو اس کے لیے کوئی شاندار ساچورن تیار کریں جس کی وجہ سے ان کی روٹی ہضم ہو جایا کرے۔

سیالکوٹ میں میری دو مسجدیں ہیں۔ بحمداللہ آج سے نہیں بلکہ ۲۵ سال سے وہ ملت اسلامیہ کے اتحاد کا مرکز بن چکی ہیں۔ میں جب قاسمی صاحب کے پاس جاتا ہوں تو وہ مجھے اپنا مصلّیٰ پیش کر دیتے ہیں۔ مجھے اس امر پر ناز ہے۔ سیالکوٹ میں میری مسجدوں کو بریلویوں کی مسجد نہیں سمجھا جاتا بلکہ ملت اسلامیہ کے اتحاد کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام علماء اور مسلمانوں کو اتحاد کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں آپ نے عالم وجد میں آکر یہ شعر پڑھے اور دعا کی۔ کہ اے اللہ ؎

جنوں کو مرکز مہر و وفا کر ۔ حریم کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے ۔ اُسے بازوئے حیدر بھی عطا کر

تحریر:۔ مولانا محمد اقبال رنگونی۔ مانچسٹر
انگلینڈ۔

قسط ۲

محبتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرامؓ کی محبت

حضرات صحابہ کرامؓ کو خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو محبت تھی۔ ایسی محبت نہ اس سے قبل کسی امتی نے اپنے نبی کے ساتھ کی ہے۔ نہ چشم فلک اس کے بعد دیکھ سکے گا۔ صحابہ کرامؓ کی محبت ایک لاثانی محبت تھی۔ آپ کی ہر سنت۔ ہر ادا۔ ہر حال پر مر مٹنا ان کا شیوہ تھا۔ آپ کو جو فعل مرغوب ہوتا صحابہ کرام بھی اس کو محبوب رکھتے۔ جس قول و فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے صحابہ کرام کے نزدیک بھی وہ فعل ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا۔

صحابہ کرام کی خواہش تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لایا کریں تو ہم کھڑے ہو کر آپ کا اکرام کریں (جیسے بادشاہوں کے ہاں مروج ہے) مگر جب صحابہ کرام نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مکروہ (ناپسندیدہ عمل) جانا تو انہوں نے اس عمل کو ترک کر دیا وجہ صرف یہی تھی کہ محبوب کو ایسا کرنا پسند نہ تھا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

لم یکن شخص احب الیھم من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وکانوا اذا راؤہ لم یقوموا لما
یعلمون من کراھیتہ لذلک۔

(ترمذی شریف۔ جلد۲ صفحہ۱)

"ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہ تھی، باوجود اس کے ہم جب آپ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے تھے اس لیے کہ ہمیں معلوم تھا کہ آپ کو ایسا کرنا پسند نہ تھا!"

حضرات صحابہ کرام کی محبت کا اندازہ کفار کو بھی تھا کہ ان کو اپنے مربی و مشفق صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسی محبت ہے کہ وہ آپ کی محبت میں مصیبتوں کو مصیبتوں کی طرح نہیں جھیلتے بلکہ عیش و راحت سمجھ کر ان سے لذت و فرحت حاصل کرتے ہیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک پڑتا وہاں پر یہ حضرات خون گرانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ کون سی محبت ہے جو حضرات صحابہ کرام کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی اس کا بیان نہ دامِ تحریر میں آسکتا ہے نہ زبان ادا کر سکتی ہے۔ ابو سفیان نے ایک صحابی رسول کی محبت کو دیکھ کر کہا تھا۔ (اس وقت تک ابو سفیان مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے)

ما رأیت احد من الناس یحب
احدًا کحب اصحاب محمدٍ
محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی سے اس طرح محبت کرتا ہو جس طرح پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب محمد صلی علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔

جنگ احد کا واقعہ ہے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر ایک شخص زخموں سے چور ہو کر کراہ رہا ہے آپ اس کے پاس پہنچیں ۔ پانی پلایا ۔ سانس اکھڑ رہی تھی ۔ لیکن ام المومنین نے دیکھا کہ وہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہے ۔ اس نے کہا ۔ (اللہ کے رسول ﷺ کو) کاش ان کو یہ پیغام پہنچا دیا جائے کہ ان کا غلام زیاد دنیا سے رخصت ہو رہا ہے ۔

ام المومنینؓ بارگاہ رسالت میں پہنچیں ۔ زیادؓ کا پیغام عرض کیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے قرار ہو کر تشریف لائے ۔ آتے ہی فرمایا ۔

"زیاد آنکھیں کھولو ۔ میں آگیا ہوں"

حضرت زیاد کی آنکھوں میں آنسو موتی بن ڈھلکنے لگے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "زیاد کوئی بات؟" حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ۔ حضور صرف ایک تمنا ! اور یہ کہہ کر اپنے جسم کو آگے گھسیٹ کر اپنا سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا ۔ ان کے ہونٹ ہل رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے ۔

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا ۔

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ سے رب ہونے کے باعث ، اور اسلام سے دین ہونے کے طور پر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نبی ہونے کی حیثیت سے راضی ہوں ۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی محبت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوقحافہؓ نے اپنا ہاتھ بڑھایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوں تو حضرت ابوبکر رو پڑے آپ ﷺ نے پوچھا کیوں روتے ہو ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا یقیناً ابوطالب کا اسلام میری آنکھوں کی زیادہ ٹھنڈک اور روشنی پہنچاتا بہ نسبت ان کے اسلام کے (یعنی ابو قحافہؓ کے جو کہ میرے والد ہیں) اس لئے کہ ابو طالب کے اسلام سے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہوتی ۔ (مدارج النبوۃ ۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ)

حضرت عمرؓ کی محبت

اسی طرح سیدنا حضرت عمر بن الخطابؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباسؓ سے فرماتے ہیں کہ کہ تمہارا اسلام لانا مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے اس لئے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اسلام لانے سے جس قدر خوشی ہوئی ہے بس میرے لئے وہ خوشی ہے ۔ میں اپنی خوشی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشی پر قربان کر دیتا ہوں ۔ (مدارج النبوۃ)

ایک روایت میں ہے کہ آپؓ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ میں نے حضورؐ کو دیکھا ہے کہ آپ کو یہ بات پسند ہے کہ تم اسلام میں سبقت کرو ۔ (کنز العمال)

حضرت عثمانؓ کی محبت

حضرت عثمان ابن عفان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کرام کو اتنا رنج شدید ہوا کہ بعض صحابہ کا تو یہ حال تھا کہ جیسے وسوسہ اور جنون ہو گیا ہو ۔ میں بھی انہی لوگوں میں سے تھا ۔ ایک روز میں مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر بیٹھا ہوا تھا اور حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی جا رہی تھی ۔ میرے پاس سے حضرت عمرؓ گذرے اور مجھے اس بات کی قطعاً خبر نہ ہوئی اس لئے کہ مجھے آپ کی رحلت کا انتہائی رنج تھا ۔ الخ (کنز العمال جلد ۴ صـ۴۸) یہ محبت شدید کا ہی اثر تھا کہ آپ کی رحلت سے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئے تھے ۔

حضرت علیؓ کی محبت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت شدید دیکھئے ۔ آپ

فرماتے ہیں ۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الينا من اموالنا و اولادنا و اباءنا و امهاتنا و من الماء البارد و على الظماء (فتح الملہم جلد اول صہ)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے مال و اولاد ماں باپ، اور پیاس کے باوجود ٹھنڈے پانی پینے سے زیادہ محبوب ہیں ۔

حضرت بلال حبشیؓ کی محبت

حضرت بلال حبشیؓ کا واقعہ تو بہت ہی مشہور ہے کہ جب ان کو کفر پر مجبور کرنے کے لئے گرم پتھر پر لٹا کر سخت سے سخت تکلیف دی گئی تو وہ احد احد ہی کہتے رہے ۔ کیونکہ ان مصیبتوں کی تلخیاں حلاوت ایمان اور محبت رسولؐ کے سامنے فنا ہو گئی تھی ۔ وہ حلاوت ایمان اور محبت رسولؐ کی چاشنی میں ایسے مست تھے کہ مصائب و شدائد کی تلخی محسوس ہی نہ ہوئی ۔ اسی طرح جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو ان کی اہلیہ محترمہ و دیگر اہل و اقارب گریہ زاری کرنے لگیں اور واکرباہ (ہائے مصیبت) کہنے لگیں اس پر حضرت بلال حبشیؓ فرماتے ہیں کہ واطرباہ (ہائے خوشی) اور یوں فرما رہے ہیں کہ غدا القى الاحبة محمدا وحزبه کتنی خوشی اور مسرت کا مقام ہے کہ میں کل صبح اپنے آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملوں گا اور ان کی جماعت سے ملاقات کروں گا ۔

(بہجۃ النفوس)

یہی تو محبت کی دلیل ہے کہ ان کے سامنے موت کی تلخی حلاوت لقاء رسولؐ میں فنا ہو گئی اس لئے وہ موت کے وقت بھی خوش تھے کہ کل میرے محبوب کے پاس پہنچ جاؤنگا ۔

در غریبے مرگ ہم تنہائی نیست
یاران عزیز ان طرب بیشتر اند

حضرت انس بن نضرؓ کی محبت

احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو جب بظاہر شکست ہو رہی تھی تو کسی نے یہ خبر اڑا دی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہو گئے اس وحشت ناک خبر سے حضرات صحابہ کرامؓ پر جو اثر ہونا تھا وہ ظاہر ہے اس وجہ سے اور بھی زیادہ پریشان ہو گئے ۔ حضرت انس بن نضرؓ چلے جا رہے تھے کہ مہاجرین و انصار کی ایک جماعت میں حضرت عمرؓ اور حضرت طلحہؓ پر نظر پڑی کہ سب کے سب پریشان حال تھے ۔ حضرت انسؓ نے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ مسلمان پریشان سے نظر آرہے تھے ۔ ان حضرات نے کہا حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں حضرت انسؓ نے یہ سنتے ہی فرمایا کہ پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تم زندہ رہ کر کیا کرو گے تلوار ہاتھ میں لو اور چل کر شہید ہو جاؤ ۔ چنانچہ حضرت انسؓ نے یہ کہہ کر تلوار ہاتھ میں لی اور کفار کے نرغے میں چھلانگ لگا دی اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ۔

(حکایات صحابہؓ) (صکا)

غور فرمائیں حضرت انس بن نضرؓ کی محبت و عشق اور تعلق پر کہ جس ذات گرامی کے دیدار کے لئے جینا تھا جب وہی نہیں رہے تو اب زندگی میں کیا مزہ رکھا ہے ۔

حضرت زید بن حارثہؓ کی محبت

حضرت زید بن حارثہؓ جو بچپنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آگئے تھے اور آپ کی محبت کا اثر یہاں تک پہنچ گیا تھا کہ ایک مرتبہ ان کے والد نے آپؐ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا آپؐ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر فرمایا کہ یہ تمہارے والد ہیں اور میرے حال کی بھی تمہیں خبر ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو اگر ان کے ساتھ جانا ہو تو میری طرف سے اجازت ہے ۔

عاشق رسولؐ کا جواب سنئے اور ان حضرات کی محبت کا اندازہ فرمایئے زید بن حارثہ نے عرض کی " یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے مقابلہ میں میں بھلا کس کو محبوب رکھ سکتا ہوں آپ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی "

ماخوذ ۔

قومی اخبارات کا مطالعہ

اصولی موقف کو عملی موقف بھی بنائیے

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے کہا ہے کہ ملک میں نظریاتی انتشار پھیلانے والوں اور ختم نبوت کے بنیادی نظریئے کے خلاف گمراہی پھیلانے والوں کی سختی سے سرکوبی کی جائے گی۔ صدر صاحب نے قومی سیرت کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ غیر مسلموں، مشرکوں اور منافقین کو اسلامی نظریات سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ کسی بھی شخص کے لئے اس کے مذہب کی پابندی کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں اور پاکستان کا شہری ہونے کی حیثیت سے غیر مسلموں کا تحفظ اور کفالت امت کی ذمہ داری ہے لیکن ختم نبوت پاکستان کا بنیادی نظریہ ہے اور اس پر ضرب لگانے والوں اور اس سلسلے میں اپنے عقائد کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوششوں کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کا یہ بیان پاکستان اور دوسرے مذاہب کے تعلق کے بارے میں ایک اصولی موقف کا بیان ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان نہ تو ازمنہ وسطیٰ کی سی ایسی جنونی مذہبی ریاست ہے کہ یہاں پہلے سے آباد غیر مسلموں کی محض اس بنیاد پر گردنیں اڑا دی جائیں کہ وہ غیر مسلم ہیں۔ نہ ایسی بے قید رواداری والی مملکت ہے کہ اُسے عقائد کا ہائیڈ پارک یا تمام مذاہب عالم کی کھلی اور مشترکہ چراگاہ سمجھ کر یہاں ہر عقیدے اور مذہب کا پرچار قانونی اور انسانی حق سمجھا جانے لگے۔ سیدھی سی بات ہے کہ اپنی ذات کی حد تک اپنے مذہب کی پیروی اور پابندی کے انسانی حق پر کوئی قدغن نہیں مگر کسی عقیدے کی پیروی اور پابندی سے بڑھ کر اس کی تبلیغ فرد کا حق نہیں رہ جاتا بلکہ مذہب، عقیدے اور نظریئے کا حق بن جاتا ہے اور جو ملک اسلام کے لئے وجود میں لایا گیا ہے وہاں اسلام کے سوا کسی مذہب اور مذہب بیزار عقیدے کا اشاعت و تبلیغ کا کوئی حق نہیں بنتا۔

غیر مسلموں کا تحفظ اور ان کی کفالت حدودِ مملکت اسلامیہ میں پوری اُمت کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح مدینے کی پہلی اسلامی ریاست میں رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی کفالت کا ذمہ لیا تھا۔ مگر اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کی حیثیت خراجی ذمیوں کی ہوتی ہے۔ چنانچہ وہاں وہ اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ کے حق کو چھوڑ کر تمام انسانی حقوق سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ ان غیر مسلموں کو اسلامی مملکت میں اس بنیادی عقیدے اور دین سے متضاد کسی دوسرے عقیدے کی اشاعت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ صدر نے یہ اصولی مؤقف تو ٹھیک طور پر بیان کر دیا مگر انہیں اس کے سخت اور دیانت دارانہ اطلاق پر بھی توجہ دینی چاہیئے۔ صدر کے بقول اپنے اسلام نما عقائد کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوششوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ــــ ایسی حرکتوں کے مؤثر سدِباب کے لئے عوام اور انتظامیہ مل کر ان سے نمٹنے کی راہِ عمل تلاش کریں گے۔ ہمارے خیال میں صدر کو پتہ ہو گا کہ عوام تو ایسے عناصر کی مذموم کارروائیوں کی نشاندہی میں کبھی ادنیٰ سا بھی دریغ نہیں کرتے مگر اصل مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ انتظامی سطح پر کوئی تعزیری اور امتناعی کارروائی نہیں ہوتی لہٰذا ہمارے خیال میں صدر صاحب کے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ وہ عوام کے نشاندہی پر انتظامی حکام کو فوری اور مؤثر کارروائی کا پابند بنائیں۔

(بشکریہ روزنامہ جسارت کراچی)

گولارچی کا توجہ طلب مسئلہ

مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی نے اس علاقہ میں قادیانیوں کی بڑے پیمانے پر سرگرمیوں پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ کنری سے آئے ہوئے دو قادیانی ڈاکٹر سادہ لوح دیہاتیوں کو قادیانی بنانے کے لیے لالچ اور ترغیبات کے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں اور اس علاقے میں قادیانی وسیع پیمانے پر اراضی خرید رہے ہیں۔ ربوہ سے بڑے پیمانے پر آیا ہوا لٹریچر اور کیسٹ وغیرہ بھی تقسیم ہو رہے ہیں۔ جس سے علاقے میں کشیدگی اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیان میں کہا گیا ہے کہ اگر فوری طور پر ان سرگرمیوں کی روک تھام نہ ہوئی تو امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے اس لیے متعلقہ حکام فوری طور پر اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔

اس مطالبے کی پذیرائی کے سلسلے میں یہ اصولی بات سمجھنے کی ہے کہ قادیانیوں کے مذہبی حقوق کا معاملہ ملک کی دوسری اقلیتوں سے مختلف ہے۔ غیر قادیانی اقلیتوں کے مذاہب اسلام سے الگ اور مسلمہ حیثیت رکھتے ہیں وہ نہ تو اسلام کی آڑ لیتے ہیں اور نہ انہوں نے اسلام میں نقب لگائی ہے۔ قادیانیت اسلام میں مداخلت مجرمانہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا بالکل فطری بات ہے۔ پھر قادیانی اپنی تنظیمی قوت بڑھانے کے لیے مسلمانوں کے درمیان رہ کر سازش اور منصوبہ بندی کی جو حکمت عمل اپنائے ہوئے ہیں وہ مزید خطرات کا پیش خیمہ ہے چنانچہ قادیانیوں کی سرگرمیوں سے جب بھی اشتعال پیدا ہوتا ہے اس پر توجہ دی جانی ضروری ہے کیونکہ یہ اشتعال واقعتاً امن و امان کا مسئلہ پیدا کرنے کا امکان اور اہلیت رکھتا ہے چنانچہ ہم مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کے مطالبے کی تائید کرتے ہوئے عرض کریں گے کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کی تحدید کیلئے ضلعی اور صوبائی انتظامیہ فوری طور پر اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ (اداریہ جسارت ۲۴ دسمبر ۱۹۸۳ء)

بقیہ:۔ محبت رسول ﷺ

باپ اور چچا نے کہا کہ زیدؓ تم غلامی کی زندگی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور باپ اور چچا اور سب گھر والوں کے مقابلے میں غلامی کو پسند کرتے ہو۔ زیدؓ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے ان میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلہ میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔

اندازہ کیجئے یہ کیسی محبت جو حضرات صحابہ کرامؓ کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی ہے۔ کیا محبت کے ایسے عجیب و غریب مناظر کوئی دکھلا سکتا ہے۔

حضرت زیدؓ کا جواب اس بات کو واضح طور پر بتلا رہا ہے کہ سب کی محبتیں دیکھ لی ہیں اب تو اس رسولؐ کی محبت کا دیوانہ رہنا چاہیے چاہے فقر و فاقہ ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑے۔

ما اگر قلاش و گر دیوانہ ایم — مست آں ساقی و آں پیمانہ ایم

اگر ہم مفلس و دیوانہ ہیں تو کیا غم ہے
محبوب حقیقی اور اس کی محبت ہی تو متوالے ہیں

قارئین سے گذارش ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں ورنہ تعمیل مشکل ہے۔ (ادارہ)

اعلاء السنن کی اشاعت

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہم العالی

پچھلے مہینے علم و تحقیق کے اصحابِ ذوق، اور بالخصوص حدیث اور فقہ کے طالبانِ علم کی دیرینہ آرزو اللہ تعالیٰ نے اس طرح پوری فرمائی کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ کی شاہکار تالیف "اعلاء السنن" عربی ٹائپ کے دلآویز میں مکمل طور سے منظرِ عام پر آگئی، اکیس جلدوں پر مشتمل یہ کتاب وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کی تالیف کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی مجددانہ مساعی میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی تیاری کے لئے حضرت موصوفؒ نے بار بار محنت شاق اٹھائی. متعدد علماء کو اس خدمت پر لگایا اور بالآخر حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ کو اس کی تالیف پر مامور فرما کر اس کے ایک ایک لفظ کو نہ صرف یہ کہ خود توجہ سے سنا بلکہ جا بجا ہدایات بھی دیں، ترمیم و اضافہ بھی فرمایا اور بیس سال تک اس کی تالیف پر اپنی خصوصی توجہات مرکوز رکھیں۔

امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے بارے میں یہ غلط فہمی اچھے خاصے پڑھے لکھے حلقوں میں بھی پائی جاتی ہے اور اس غلط فہمی کو بعض لوگوں نے باقاعدہ پروپیگنڈے کے ذریعے ہوا بھی دی ہے کہ ان کے فقہی مسلک کی بنیاد احادیث پر کم اور اجتہادی قیاسات پر زیادہ ہے بعض لوگوں نے تو یہ کہنے سے بھی دریغ نہیں کیا کہ (معاذاللہ) ذاتی قیاس کو احادیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے فقہ کی بنیاد بھی دوسرے ائمہ کی طرح قرآن و حدیث اجماع اور صحابہؓ و تابعین کے آثار پر ہے اور وہ تو بسا اوقات قیاس کو ایک ضعیف حدیث کی بنیاد پر بھی ترک فرما دیتے ہیں۔

اگرچہ علماء متقدمین میں سے متعدد حضرات کی کتابوں سے یہ غلط فہمی دور ہو سکتی ہے۔ بالخصوص امام طحاویؒ کی شرح معانی الآثار، حافظ جمال الدین زیلعیؒ کی "نصب الرایہ"، حافظ ماردینیؒ کی "الجوہر النقی" اور علامہ ابن ہمامؒ کی "فتح القدیر" اور اس موضوع پر بڑی مدلل کتابیں ہیں، اور ان کے علاوہ حنفی علماء نے کتبِ حدیث کی جو شروح لکھی ہیں، ان میں بھی یہ مباحث کافی تفصیل کے ساتھ آئے ہیں، لیکن "اعلاء السنن" سے پہلے کوئی ایسی مفصل کتاب موجود نہیں تھی جس میں امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کے تمام دلائل جمع کر کے ان پر محققانہ بحث کی گئی ہو۔ اور اختلافی مسائل میں حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر مسلک کے حدیثی دلائل بیان کرنے کا التزام کیا گیا ہو۔ حضرت مولانا ظہیر احسن شوق نیمویؒ نے اس مقصد کے لئے "آثار السنن" کی تالیف شروع کی، لیکن یہ کام ناتمام رہ گیا اور صرف ایک جلد مکمل ہو سکی۔ حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی غرض کے لئے "السعایۃ" لکھنی شروع کی جو ان کے تبحر علمی کی آئینہ دار ہے۔ لیکن عمر نے وفا نہ کی، اور یہ عظیم الشان منصوبہ بھی نامکمل رہ گیا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے دل میں بھی اس کام کا شدید تقاضا تھا، چنانچہ انہوں نے خود اس مقصد کے لئے ایک کتاب "احیاء السنن" لکھنی شروع کی، لیکن اس کتاب کا مسودہ ہی ضائع ہو گیا۔ اس کے کافی عرصہ بعد آپ نے ایک مختصر کتاب "جامع الآثار" اور اس کی شرح "تابع الآثار" تالیف فرمائی، لیکن یہ دونوں کتابیں بہت مختصر تھیں، اور "کتاب الصلوٰۃ" سے آگے نہ بڑھ سکیں، حضرتؒ کی خواہش تھی کہ پہلے

ی طرح کوئی مفصل کتاب اس موضوع پر لکھی جائے، حضرتؒ کے مشاغل خود بہ نفسِ نفیس اس کام کی اجازت نہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے متعلقین میں سے مولانا احمد حسن سنبھلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کام کے لئے تیار ہو گئے، انہوں نے حضرتؒ کی نگرانی میں، اور آپ کے مشورے سے یہ کتاب "احیاء السنن" اور اس کی شرح "التواضیح الحسن" کے نام سے لکھنی شروع کی، حضرت تھانوی قدس سرہٗ اس کتاب کا ایک ایک لفظ خود سنتے اور ہدایات دیتے تھے یہاں تک کہ یہ سلسلہ کتاب الحج تک پہنچ گیا، لیکن مولانا احمد حسن صاحب سنبھلیؒ نے اس کے بعد اس پر از سرِ نو نظر ثانی شروع کر دی، اور اس میں جگہ جگہ ایسی ترمیمات کر دیں جو حضرتؒ کے مذاق کے مطابق نہیں تھیں، یہاں تک کہ جب اس کی پہلی جلد چھپ کر آئی تو حضرتؒ نے دیکھا کہ یہ حضرتؒ کی منشاء سے بالکل مختلف ایک نئی کتاب ہے، جس کا نہج حضرتؒ کے منشاء سے بالکل بدل گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت حضرتؒ کے جلیل القدر بھانجے ظفر احمد صاحب عثمانی قدس سرہٗ کے مقدر میں لکھی تھی، چنانچہ جیسے ہی حضرت تھانویؒ نے یہ طے فرمایا کہ کتاب از سر نو ان سے لکھوائی جائے، چنانچہ انہوں نے اس عظیم الشان کام کا بیڑا اٹھایا، اور وہ جلیل القدر کارنامہ جو در اصل بڑی بڑی اکیڈمیز اور متبحر علماء کی ایک جماعت کے کرنے کا تھا، اسے تن تنہا پوری استقامت عرق ریزی اور حیرت انگیز جامعیت کے ساتھ انجام دیا۔ یہاں تک کہ کتاب الطہارۃ سے لے کر کتاب الفرائض تک پوری کتاب اٹھارہ ضخیم جلدوں میں مکمل فرمائی اس کے بعد اس پر دو مفصل مقدمے تحریر فرمائے۔ ان میں سے پہلے مقدمے میں اصولِ حدیث کے متعلق نادر مباحث جمع فرمائے، جس کا نام "انہاء السکن" ہے اور دوسرے مقدمے میں حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے محدثانہ مقام بلند پر بحث فرمائی۔ کتاب کا تیسرا مقدمہ حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانویؒ نے لکھا جو اصولِ فقہ کے اہم مباحث، بالخصوص اجتہاد و تقلید، کی بحثوں پر مشتمل ہے۔ اور اس میں بھی جگہ جگہ حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کے تکمیلی مباحث شامل ہیں۔

اس طرح اکیس جلدوں پر مشتمل یہ منفرد کتاب حکیم الامت قدس سرہٗ کے حوالے ہی سے نقل فرمایا ہے۔

اتنا عظیم الشان کارنامہ جس کے تصور ہی سے بلا مبالغہ آج بڑی بڑی اکیڈمیوں کو پسینہ آتا ہے، تھانہ بھون کی ایک بظاہر چھوٹی سی بے آب و رنگ خانقاہ میں انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں انجام پایا۔ لکھنے والوں نے اپنا خونِ جگر پلا کر کتاب مکمل کر دی، لیکن اس کی اشاعت کے لئے آج کے دور میں جو وسائل درکار ہیں، وہ نایاب بھی اور لوگوں سے چندہ کرنے اور پبلسٹی کا اس خانقاہ میں گزر ہی نہ تھا۔ نتیجہ یہ کہ انتہائی محدود وسائل کے تحت تھانہ بھون میں کل گیارہ جلدیں شائع ہوئیں۔ اور وہ بھی معمولی کاغذ پر لیتھو کی طباعت کے ساتھ آج کی دنیا ظاہر پرستی اور پبلسٹی کی دنیا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو علم کی طلب میں مٹے ہوئے تھے اس کتاب کی اہمیت کا کسی کو اندازہ ہی نہ ہو سکا۔ اور جن لوگوں نے کتاب کو دیکھا بھی وہ اس کی ظاہری صورت کو دیکھ کر یہ پتہ نہ لگا سکے کہ اس گدڑی میں کیسے لعل پوشیدہ ہیں! نتیجہ یہ کہ گیارہ جلدوں کے بعد عرصہ دراز تک اس کی اشاعت کی نوبت ہی نہ آ سکی۔

اسی دوران تقسیم ملک کا ہنگامہ پیش آیا، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ پاکستان تشریف لے آئے اور مقام حسرت ہے کہ مشرقی پاکستان میں پہلی بار پاکستان کا جھنڈا لہرانے والی شخصیت اپنی عمر کے عظیم ترین کارنامے کو شائع کرنے کے وسائل نہ پا سکی۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ قدس سرہٗ کی وفات پہلے ہی ہو چکی تھی۔ مسودہ حضرت مولانا شبیر علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا انہوں نے پاکستان آنے کے بعد یہ خطرہ محسوس کیا کہ علم و تحقیق کا یہ خزانہ کہیں ضائع نہ ہو جائے اس لئے کسی چندے کی اپیل کے بغیر جو معمولی سے وسائل جمع کر سکے ان کے ذریعے باقی ماندہ جلدیں رف کاغذ پر نہایت معمولی کتابت و طباعت مگر عمدہ تصحیح کے ساتھ اس مقصد سے شائع کرا دیں کہ کم از کم یہ ذخیرہ محفوظ ہو جائے محترم نواب قیصر صاحب مدظلہم نے اس کی اشاعت میں خصوصی دلچسپی لی۔ اور اس طرح یہ کتاب کم از کم وجود میں آ کر مختلف تعلیمی اداروں تک پہنچ گئی۔

جہاں تک کتاب کی معنوی عظمت کا تعلق ہے۔ اس کا اندازہ انہی حضرات کو ہو سکتا ہے جن کو اس سے استفادہ کرنے کی نوبت آئی ہو۔ کہنے کو یہ حنفیہ کے مستدلات کا مجموعہ ہے۔ (اور اگر بات صرف اتنی ہی ہوتی تب بھی اس کی قدر و قیمت کے لئے کافی تھا) لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب طہارت سے لے کر فرائض تک تمام فقہی ابواب پر احکام کی احادیث کا جامع ترین ذخیرہ ہے۔ اور ساتھ ہی جرح و تعدیل، اصول فقہ اور اصول حدیث کے متعلقہ مسائل پر محققانہ بحثوں نے اس کے فوائد کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ اس کتاب میں حنفیہ کے مفصل دلائل مل جانے کے علاوہ اس کے ذریعے موضوع سے متعلق احادیث، آثار صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین کی فقہی آراء اور دوسرے ائمہ مجتہدین کے دلائل پوری تفصیل کے ساتھ دستیاب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کسی شخص کو کسی بھی فقہی مسئلے کی تحقیق مقصود

ہے اور وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہو کہ احادیث میں اس مسئلے کی بنیاد کیا ہے۔ تو اس کے لئے یہ کتاب بہترین مواد فراہم کرتی ہے۔

حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر باب کے تحت پہلے وہ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن سے حنفیہ نے استدلال کیا ہے۔ پھر ان پر محدثانہ نقطۂ نظر سے فنی بحث کی ہے۔ پھر ان احادیث پر گفتگو کی ہے۔ جن سے دوسرے ائمہ نے استدلال کیا ہے۔ اس طرح مسئلے سے متعلق حدیث کا بیشتر مواد سامنے آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو تفسیر، حدیث اور فقہ تینوں میں جو علمی تبحر اور وسیع و عمیق نگاہ عطا فرمائی تھی، اس کی نظیر اس دور میں ملنی مشکل ہے۔ چنانچہ انہوں نے زیر بحث مسائل سے متعلق اتنا دور دور کا مواد جمع فرمایا ہے کہ بعض اوقات ان کی نگاہ کی رسائی پر سخت حیرت ہوتی ہے۔

مصر کے شیخ الاسلام حضرت علامہ محمد زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ قریبی دور کے ان محقق علماء میں سے ہیں جو خاص طور پر حدیث میں اپنی وسعتِ علم کے لئے مشہور و معروف ہیں۔ علم حدیث میں ان کی تصانیف ان کے مقامِ بلندی کی گواہ ہیں جب "اعلاء السنن" کی ابتدائی جلدیں ہندوستان میں منظر عام پر آئیں تو انہوں نے اپنی علم دوستی کی بنا پر انہیں کسی طرح حاصل کرلیا، اور ان کے مطالعے کے بعد مصر کے مجلہ "الاسلام" میں ایک مفصل مقالہ تحریر فرمایا۔ اس مقالے کے ایک اقتباس سے "اعلاء السنن" کی علمی اور تحقیقی قدر و قیمت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

والحق يقال: انى دهشت من هذا
الجمع وهذا الاستقصاء، ومن
هذا الاستيفاء البالغ فى الكلام على
كل حديث بما تقضى به الصناعة
متنا وسندا، من غير أن يبدو عليه
آثار التكلف فى تأييد مذهبه. بل
الإنصاف رائده عند الكلام على
آراء أهل المذاهب، فاغتبطت به
غاية الاغتباط وهكذا تكون همم
الرجال وجد الابطال فيا ليت بعض
اصحاب المطابع الكبيرة بمصر سعى
فى الطبع الكتاب المذكور من مؤلفه
وطبعه بالحروف الجميلة المصرية
ولو فعل ذلك احدهم لخدم
العلم خدمة مشكورة وملأ فراغا
فى هذا الباب۔

سچ بات کہنی ہی پڑتی ہے، واقعہ یہ ہے کہ میں اس جامعیت اور اس بہ گیری کو دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ اس کتاب میں ہر حدیث پر فن حدیث کے تقاضوں کے مطابق متناً اور سنداً کتنا مکمل اور ہمہ گیر کلام موجود ہے اور اس کے ساتھ کہیں اس بات کے آثار نظر نہیں آتے کہ مصنف نے اپنے مذہب کی تائید میں تکلف سے کام لیا ہو، اس کے بجائے انہوں نے فقہی مذاہب کی آراء پر گفتگو کرتے ہوئے انصاف کو اپنا رہنما بنایا ہے۔ مجھے یہ کتاب دیکھ کر انتہائی رشک آیا، ہمت مرداں اور دادِ شجاعت اسی کو کہتے ہیں! کاش کہ مصر کے بڑے مطابع میں سے کوئی مطبع اس کتاب کو مصنف سے حاصل کرنے کی کوشش کرے اور پھر اسے خوب صورت مصری ٹائپ پر طبع کرا دے! اگر کسی نے یہ کام کرلیا تو یہ علم کی قابلِ شکر خدمت ہوگی اور اس سے ایک بہت بڑا خلا پُر ہوگا (مقالات الکوثری ص ۷۳)

افسوس ہے کہ علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ آرزو ان کی زندگی میں پوری نہ ہوسکی۔ لیکن ہر کام کا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک وقت مقرر ہے۔ آج سے چند سال پہلے احقر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ نے اس کتاب کو محدود وسائل کے مطابق تھوڑا تھوڑا کرکے ٹائپ پر شائع کرنے کا ارادہ فرمایا، اس موقع پر حضرت والد ماجدؒ کے ایماء پر راقم الحروف نے اس کتاب کی ترتیب و ترقیم، اور اس کے حوالہ جات کی تکمیل کے لئے مختصر حواشی لکھنے کا کام بھی شروع کر دیا۔ اور جلد اوّل پہلی بار خوبصورت انداز میں مکتبہ دارالعلوم کراچی سے شائع ہوگئی۔

اس کے بعد میں نے جلد ثانی پر اپنا کام جاری رکھا، لیکن میری گوناگوں مصروفیات اور سفروں کی کثرت کی بنا پر کام کی رفتار بہت سست رہی۔ اور اس رفتار سے پوری کتاب کی طباعت کے لئے سالہا سال درکار تھے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ پوری کتاب کی طباعت کے لئے وسائل بھی بہت کم تھے۔

اس دوران اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا نور احمد صاحب مدظلہم مالک ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ (۳۔۴۳۷ دم جی ای نزد لسبیلہ ہاؤس کراچی نمبر ۵)

کے دل میں اعلاء السنن کی تمام جلدوں کو ایک ساتھ ٹائپ پر چھاپنے کا داعیہ بڑی قوت سے پیدا فرما دیا۔ جو لوگ مولانا موصوف سے واقف ہیں، وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ جس بڑے سے بڑے کام کا عزم کر لیں، اپنی محنت اور پیہم کوشش سے اس کو کر ہی کے چھوڑتے ہیں، چنانچہ ان کا عزم دیکھ کر میں نے مناسب یہ سمجھا کہ اپنا سست رفتار منصوبہ ترک کر کے ان کے ذریعہ اس کتاب کی مکمل اشاعت کو غنیمت سمجھوں، چنانچہ میں نے جلد ثانی کا مسودہ بھی ان کے حوالے کر دیا، اور باقی جلدوں کے بارے میں بھی فیصلہ کیا کہ ان کی اشاعت کو کسی مزید تعلیق کے انتظار میں نہ روکا جائے۔ چنانچہ حضرت مولانا نور احمد صاحب مدظلہم نے اس کتاب کی طباعت کا کام شروع کر دیا۔

اکیس جلدوں کی اس کتاب کی اشاعت کے لئے وافر مال و وسائل کی ضرورت تو ظاہر ہی ہے، لیکن پاکستان میں رہ کر اس کو ٹائپ پر چھپوانے کا کام انتہائی دشوار گزار کام تھا، اور اس کی مشکلات کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو کسی لیتھو کی چھپی ہوئی پرانی کتاب کو ٹائپ پر چھپوانے کا تجربہ رکھتے ہوں۔ اس کے لئے پرانے نسخے کی ترقیم (PUNCTUATION) کی ضرورت تھی، پھر پاکستان میں عربی کے ٹائپ، عربی کے کمپوزیٹروں اور عربی کتب کے مصححین کی کمیابی مستقل درد سر تھی، لیکن چند سال ہمہ تن مصروف رہنے کے بعد مولانا موصوف مدظلہم نے بحمد اللہ یہ سخت دشوار مرحلہ بڑی خوبی سے سر کر لیا اور بفضلہ تعالیٰ پوری کتاب چھپ چھپا کر منظر عام پر آ گئی، مولانا موصوف نے پاکستان کے وسائل کے لحاظ سے اس کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔ کاغذ عمدہ آرٹ پیپر استعمال کیا ہے۔ پوری کتاب کی ترقیم پر محنت اور روپیہ خرچ کرنے میں کسر نہیں چھوڑی، طباعت بھی پاکستان کے معیار کے لحاظ سے عمدہ کروائی ہے۔ جلدیں بہت نفیس، خوبصورت اور پائیدار بنوائی ہیں۔ اور چونکہ ان اکیس اجزاء میں سے کوئی جزء ضخامت کے لحاظ سے کم اور کوئی زیادہ تھا۔ اس لئے کئی کئی اجزاء کو ایک جلد میں جمع کر کے کل اکیس اجزاء کو تیرہ جلدوں میں مجلد کرایا ہے۔ اور اس طرح یہ مکمل سیٹ اب نہ صرف مقامی اہل علم کی ضیافت طبع کے لئے حاضر ہے۔ بلکہ اسے بلا تکلف عرب ممالک میں بھیجا جا سکتا ہے۔ اگرچہ مولانا موصوف نے اپنی طرف سے اس کی تصحیح کا بھی اہتمام پورا کیا تھا لیکن ہماری شومیٔ اعمال سے ہمارے ملک میں مصححین کے سامان کا معیار بہت پست ہے، اس لئے کتاب میں طباعت کی غلطیاں رہ گئی ہیں، لیکن پہلا مرحلہ اور سخت مرحلہ اس کتاب کے ایک مرتبہ شایان شان انداز میں منظر عام پر آنے کا تھا، اب ان شاء اللہ یہ نقائص آئندہ ایڈیشنوں میں دور ہوتے رہیں گے۔ حضرت مولانا نور احمد صاحب مدظلہم بلاشبہ اس کارنامے پر پوری علمی دنیا کی طرف سے خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ اور امید ہے کہ اہل علم اس کارنامے کی کما حقہٗ پذیرائی کریں گے۔

افسوس ہے کہ اس کتاب کی اشاعت اس وقت ہوئی جب حکیم الامتؒ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ نہ کتاب کے مصنف حضرت علامہ عثمانیؒ اور نہ وہ اکابر علماء جو اس کتاب کے صحیح قدر دان تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ یہ ان تمام بزرگوں کی مخلصانہ جد و جہد ہی کی برکت ہے کہ آج دنیا اس علمی سرمائے سے بہرہ ور ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت حکیم الامتؒ، حضرت علامہ عثمانیؒ، اس کتاب کے طابع و ناشر اور اس کے لئے کوشش کرنے والے تمام افراد پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل فرمائیں اور انہیں اس خدمت پر دنیا و آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائیں، آمین۔

اس کتاب کی اشاعت پوری علمی دنیا کے لئے مسرت انگیز واقعہ ہے اور میں نے اس مسرت کے اظہار کا ادنیٰ طریقہ یہ سمجھا ہے کہ اس مرتبہ "البلاغ" کے اداریے کا موضوع اس کتاب کو بنا کر اہل علم کو اس خوشی کی بات سے آگاہ کر دوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس علمی سرمائے سے کما حقہٗ استفادے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ وما علینا الا البلاغ۔

مجلس تحفظ ختم نبوت حافظ آباد کے مبلغ حافظ عبدالوہاب جالندھری کی گرفتاری و رہائی

حافظ صاحب موصوف نے طلباء کو گورنمنٹ ڈگری کالج حافظ آباد میں سلطان اکبر قادیانی پروفیسر اور منور احمد قادیانی امیدوار برائے نائب صدر کے سلسلہ میں پیدا شدہ صورت حال سے آگاہ کیا۔ طلباء کو جب قادیانی سازش سے آگاہ کیا گیا تو وہ سراپا احتجاج بن گئے۔ پرنسپل میاں ثناء اللہ نے مرزائیت نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے حافظ صاحب موصوف کے خلاف مقدمہ درج کرا کے گرفتاری کرا دی۔ طلباء، شہریوں اور علماء کرام نے جناب حافظ عبدالوہاب جالندھری کی گرفتاری پر سخت احتجاج کیا۔ ۲۰ دسمبر کو حافظ صاحب کو رہا کر دیا گیا۔ ۲۲ دسمبر کو حافظ آباد کالج کے انتخابات میں ختم نبوت کا پینل کامیاب ہو گیا۔ مرزائی اور مرزائی نواز امیدواروں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ طلباء نے کامیابی کے بعد ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد کے نعرے لگائے۔

صدر حبیب اللہ چیمہ، نائب صدر چودھری شہزاد احمد مانو، جنرل سیکرٹری سردار جہانگیر، جائنٹ سیکرٹری عبدالوہاب جالندھری۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
سانیو
SANYO
ایئر کنڈیشنرز۔ ریفریجریٹرز اور فریزرز
نوفراسٹ ریفریجریٹرز
نمایاں خصوصیات کے ساتھ
دو دروازے اندرونی تالے کے ساتھ
اشیاء کے ذخیرہ کرنے کی زیادہ گنجائش۔
نکاسی کے نظام کے ساتھ ایک نئی خصوصیت
دروازہ پر انڈیکیٹر پائلٹ لائٹ۔
چار خوشنما رنگوں (سبز، سنہرا، بادامی
اور سفید) میں دستیاب۔
ایک سال کی مفت سروس اور
کمپریسر کی پانچ سالہ گارنٹی۔
چیسٹ / اپ رائٹ فریزرز
ایئر کنڈیشنرز
ٹھنڈا کرنے کی زیادہ صلاحیت، بجلی کا کم خرچ۔
گنجائش ۲ ٹن (۱۸،۰۰۰ بی ٹی یو / گھنٹہ)
بے آواز کارکردگی، سروس میں اعلیٰ
بہتر کارکردگی کے لئے "آٹو فلیکس" سے آراستہ، بہترین پیکنگ میں بخش
کی ہوئی جالی
سانیو
کے تمام منظور شدہ ڈیلروں سے دستیاب
پاکستان میں تیار کردہ / اسمبل کردہ
گاہک حضرات بالخصوص توجہ فرمائیں:
مندرجہ مصنوعات خریدتے وقت ورلڈ وائیڈ کمپنی کی جاری کردہ پانچ سالہ گارنٹی ضرور حاصل
کریں تاکہ سروس بعد از فروخت کی مفت سہولت سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔
پاکستان میں سانیو کی تمام مصنوعات کے سول ایجنٹس:
ورلڈ وائیڈ ٹریڈنگ کمپنی
(سانیو سینٹر) گارڈن روڈ - صدر، کراچی فون: (پی اے بی ایکس) ۵۵ - ۵۲۵۱۵۱ (پانچ لائنیں)
کیبل: "WORLDBEST" ٹیلیکس: 26109 WWTCO PK
786/W/W-110/83

بقیۃ:- خصائل نبوی

یدیہ یقول الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مودع ولا مستغنی عنہ ربنا۔

ترجمہ:- ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے، الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مودع ولا مستغنی عنہ ربنا۔ (تمام تعریف حق تعالیٰ شانہٗ کے لیے منحصر ہے ایسی تعریف جس کی کوئی انتہا نہیں ہے ایسی تعریف جو پاک ہے ریا وغیرہ اوصاف رذیلہ سے جو مبارک ہے ایسی حمد جو نہ چھوڑی جاسکتی ہے اور نہ اس سے استغناء کیا جاسکتا ہے اے اللہ ہمارے شکر کو قبول فرما)

۶۔ حدثنا ابوبکر محمد بن ابان حدثنا وکیع عن ہشام الدستوائی عن بدیل ابن میسرۃ العقیلی عن عبد اللہ بن عبید ابن عمیر عن ام کلثوم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاکل الطعام فی ستۃ من اصحابہ فجاء اعرابی فاکلہ بلقمتین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو سمی لکفاکم۔

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چھ آدمیوں کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ایک بدوی آیا اور اس نے دو لقموں میں سب کو نمٹا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ بسم اللہ پڑھ کر کھاتا تو یہ کھانا سب کو کافی ہو جاتا۔

فائدہ:- یعنی اس کے بسم اللہ نہ پڑھنے سے شیطان کی شرکت ہوئی اور وہ سب کو نمٹا گیا جس سے بے برکتی ہو گئی۔

۷۔ حدثنا ہناد و محمود بن غیلان قالا حدثنا ابو اسامۃ عن زکریا بن ابی زائدۃ عن سعید بن ابی بردۃ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیرضی عن العبد ان یاکل الاکلۃ ویشرب الشربۃ فیحمدہ علیہا۔

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ جل جلالہ عم نوالہ بندہ کی اس بات سے بہت ہی رضامندی ظاہر فرماتے ہیں کہ ایک لقمہ کھانا کھائے یا ایک گھونٹ پانی پیے حق تعالیٰ شانہٗ کا اس پر شکر ادا کرے۔ اللھم لک الحمد ولک الشکر لا احصی ثناء علیک۔

بقیہ:- جواب الجواب

اپنی قدرت کاملہ کا عظیم نمونہ بنانا چاہتے تھے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے نر و مادہ کے اجتماع کے بغیر حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیدا کر کے اسے بھی اپنی عظیم و بے پایاں قدرت کی علامت و آیت قرار دیا۔ اور فرمایا ھذہ ناقۃ اللہ لکم آیۃ حالانکہ کی طرح حیوانات میں بھی توالد و تناسل کا عادی طریق مذکر و مونث کا جمع ہونا ہے۔

۱۰۔ سورہ مریم میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہو چکی تو (ترجمہ) "پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ لوگوں نے بدگمان ہو کر کہا اے مریم! تم نے بڑے غضب کا کام کیا۔ تمہارا باپ کوئی بُرا آدمی نہ تھا۔ اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی"۔ بتلائیے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ موجود تھے تو پھر حضرت مریمؑ پر بدکاری کی بدگمانی اور خاندان کی شرافت و نجابت جتلا کر نشتر زنی کیوں کی گئی؟

۱۱۔ مدیر محترم نے اپنے بیان میں یہ کہا ہے کہ نسب کا اعتبار ہمیشہ باپ کی طرف سے ہوتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب جہاں کہیں بیان کیا گیا ہے وہاں "مسیح ابن مریم" یا "عیسیٰ ابن مریم" ہی کہا گیا ہے۔ آپ قرآن کریم میں ایک مقام ہی ایسا دکھا دیں جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت باپ کی طرف کی گئی ہو۔

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
فون نمبر ۷۱۶۱ Registered S. No. 3220

زخم و مرہم — معالج مرحوم کے قلم سے

"پمفلٹیا نبوّت"

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی "اپنے نبوت واتا" انگریزوں کی حمایت اور وفاداری میں زندگی بھر کتابیں لکھتے رہے اور پمفلٹ اڑاتے رہے چنانچہ خود مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ انہوں نے انگریزوں اور ان کی حکومت کے حق میں پچاس الماریاں بھر کر کتابیں لکھی ہیں — سبحان اللہ کیا "نبوت (نمک حلال)" ہے۔ خیر مرزا صاحب تو یہ سب کچھ کر کے چل دیئے۔ مگر آج کل ان کی ذریت اپنے انگریزی نبی کی "پمفلٹیا وسنت" پر عمل کرتے ہوئے "پمفلٹیا" رہی ہے۔ پمفلٹیانے کا یہ حربہ انہیں مرزا جی سے براہ راست ملا ہے لہٰذا یہ شوق سے جو کچھ "پمفلٹیانہ" چاہے "پمفلٹائیں" مگر مسلمانوں سے ان کو واسطہ کیا ہے! جس طرح دنیا بھر کے مذاہب کو مرزا صاحب نے کوسا ہے اسی طرح اسلام کو بھی روکوتے رہے، انگریزوں کے بل بوتے پر نبی بن بیٹھے اور انہیں "نبی" نہ ماننے والوں کو "ذریت البغایا" کا اپنا خطاب دیتے رہے۔ مرزا جی کی فریبکا نبوت کا یہ کرشمہ ہے کہ ان کی گمراہ ذریت کو مولوی صاحبان "جانور" نظر آ رہے ہیں بہرحال ہماری یہ خواہش ہے کہ وہ جو جی چاہے لکھیں مگر مسلمانوں کو معاف رکھیں کیونکہ تمام دنیا کے علمائے اسلام کے متفقہ فیصلہ کے مطابق مسلمانانِ عالم مرزا آنجہانی اور ان کی ذریت کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں اور مرزائیت کے فریب کے ساتھ ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔

سمجھ لو اے مسلمانو! گھروندا سارا یہ کیا ہے
نبوت مرزائے قادیاں کی "پمفلٹیا" ہے

سفید آقاؤں کے حق میں لکھیں تا زندگی جس نے
پچاس الماریاں بھر کر کتابیں وہ یہ مرزا ہے

خود ان کو "پمفلٹ" بازی سے عشق والہانہ تھا
طریقہ ذریاتِ مرزا کا یہ پرانا ہے

نہ کیوں یہ "پمفلٹے" پمفلٹ کا آسرا لیں گے
یہی ان کے لئے جب مرزا نے چھوڑا ترکہ ہے

یونہی تم "پمفلٹیاتے" رہو گے تا دمِ آخر
تمہارے پاس اور اس کے سوا رکھا ہوا کیا ہے

ہمیں معلوم ہے آتا ہے تم کو "پمفلٹیانا"
تمہارا کام ہی دنیا میں اگر پمفلٹنا ہے

نبوت "پمفلٹی" مرزائے آنجہانی کی
درختِ سازشِ اعدائے دیں کی شاخ فتنہ ہے

خوشی سے اپنا کذبِ مرزا وہ "پمفلٹیائیں"
مدد تلبیس کی، جھوٹوں کو آخر کچھ تو کرنا ہے

مگر یوں "پمفلٹنے" کا یہ ہتھکنڈہ ہے بوسیدہ
تمہاری بوکھلاہٹ کا یہ اک ادنیٰ نمونہ ہے

وہ جس نے رات دن کوسا ہے دنیا کے مذاہب کو
تمہارا مرزائے قادیانی ہی تو گزرا ہے

درِ انصاف میں کا کھٹکھٹانے تم نکل گئے
تمہارا ان غلامانِ نبیؐ سے واسطہ کیا ہے